متفرق

تین شامی دیہات میں اب بھی ارامی زبان بولی جاتی ہے۔

تین شامی دیہات میں اب بھی ارامی زبان بولی جاتی ہے مالُولا، بخّا اور جُوبادین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آج روئے زمین پر صرف یہی بستیاں ہیں جن کے باشندے ارامی زبان بولتے ہیں۔ ان دیہات کی مجموعی آبادی ۱۸ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ارامی زبان کے بارے میں واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے تھے۔

یہی زبان "عہد نامہ عتیق" کی تاریخ کے بڑے حصے میں مشرقِ وسطیٰ میں بولی جاتی تھی۔ ارامی نے ساسانی دور (آغاز ۵۳۹ ق - م) میں بہت ترقی حاصل کی۔ بابل (Babylon) میں یہودیوں نے اپنے ستر سالہ زمانۂ قید میں عبرانی کی جگہ ارامی اختیار کرلی تھی۔ جب بابل پر ساسانیوں نے قبضہ کرلیا تو یہود کو واپس فلسطین جانے کی اجازت مل گئی۔ وہ ارامی بولتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مشرقِ وسطیٰ کے بڑے حصے میں ارامی کی جگہ یونانی نے لے لی تھی، تاہم فلسطین کی آبادی میں ارامی مشترکہ زبان رہی۔ (دی پلین ٹروتھ، اگست ۱۹۹۳ء)

بحیرۂ مُردار کے طومار

جوں جوں وادی قمران کے طوماروں تک رسائی آسان ہوتی جارہی ہے، ان کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف بتدریج بڑھتا جارہا ہے۔ یہ طومار کس نے لکھے؟ اور کیوں؟ روایتی نقطۂ نظر کے مطابق یہود کے فرقے، ایسینی نے یہ طومار تیار کیے اور قمران کی اپنی خانقاہ کے قریب محفوظ کیے۔ اب اہل علم بہت مختلف آراء کا اظہار کررہے ہیں۔

۱۔ نیویارک یونیورسٹی کے لارنس ایچ - شف مان کا خیال ہے کہ ان طوماروں کے لکھنے والے یا ایسینی نہیں تھے اور اگر وہ ایسینی ہی تھے تو یہ لوگ راہب صدوقیوں کی ایک شاخ تھے۔

۲۔ کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی لانگ بیچ کے رابرٹ ایچ ایزن مین کی رائے ہے کہ یہ طومار یروشلم چرچ کے سربراہ جیمس (برادر حضرت عیسیٰؑ) کے پیروکاروں کی تخلیق ہیں۔

۳۔ یونیورسٹی آف شکاگو کے نورمن گولب کی رائے ہے کہ کسی ایک گروہ نے یہ طومار نہیں لکھے۔ نیز قمران کے مقام پر کوئی خانقاہ یا قلعہ نہیں تھا۔ اُن کی سوچ کے مطابق قمران میں موجود غاروں کو مختلف

یہودی گروہ تحریریں محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔۶۶ سے ۷۰ عیسوی کے درمیان ہونے والی جنگ کے دوران میں یہ طومار بیت المقدس کے کتاب خانوں سے یہاں منتقل ہوئے تھے۔ (دی نیویارک ٹائمز، ۲۲ دسمبر ۱۹۹۲ء بحوالہ دی پلین ٹروتھ، جولائی ۱۹۹۳ء)

کیا مسولینی نے جنت میں اپنا اجر پالیا ہے؟

ان دنوں اٹلی کے مسیحی مذہبی رہنماؤں میں اس بات پر بحث جاری ہے کہ کیا فاشسٹ رہنما مسولینی (م ۱۹۴۵ء) جنت میں ہے۔ زمانۂ جنگ (۱۹۳۹ء - ۱۹۴۵ء) کی ایک راہبہ ایلینا ایلو (Elena Aiello) اپنے کشف و کرامات کی بدولت مشہور تھیں۔ دو پادریوں نے راہبہ کی زندگی پر حال ہی میں کتاب لکھی ہے جو عنقریب شائع ہوگی۔ اس کتاب میں راہبہ کا ایک کشف لکھا گیا ہے کہ مسولینی کو جب اُن کے مخالفین نے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اُس کی لاش میلان کے چوک میں الٹی لٹکا دی گئی تو اِس کے دس روز بعد راہبہ نے دیکھا کہ وہ جنت میں خوش و خرم ہے۔

سردار کاہن "کائفا" کی مادی باقیات - ایک اثری اکتشاف

نومبر ۱۹۹۰ء میں بیت المقدس میں چونے کے پتھر کا ایک بکس ملا جس پر "یوسف بن کائفا" کے الفاظ کندہ ہیں۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اس میں موجود ہڈیاں اُس سردار کاہن کی ہیں جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقدمہ سُنا تھا۔ "کتابِ مقدس" میں "سردار کاہن کا نام" "کائفا" لکھا گیا ہے (متی ۲۶: ۵۷) مگر یہودی مورخ یوسیفس نے اس کا نام "یوسف بن کائفا" بتایا ہے اور یوسف بن کائفا ۱۸ تا ۳۶ عیسوی کے عرصے میں سردار کاہن کے منصب پر فائز رہا تھا۔ کتاب مقدس اور یوسیفس کے بیانات میں یوں تطبیق دی جا رہی ہے کہ حقیقتاً سردار کاہن کا نام تو یوسف تھا مگر وہ اپنے خاندانی نام "کائفا" کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا۔

سردار کاہن کی ہڈیوں کی دریافت اس لحاظ سے اہم اکتشاف ہے کہ آثار قدیمہ سے ایک ایسے شخص کی باقیات سامنے آئی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ایک کردار کا حامل ہے (رپورٹ: لاس اینجلز ٹائمز، ۲۲ اگست ۱۹۹۲ء، بحوالہ دی پلین ٹروتھ)